السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قربانی کی اسلام میں کیا اہمیت ہے۔ اس سے متعلق مسائل واضح کیجئے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آج سے کئی ہزار سال قبل عرب کے لق ودق صحرائی میدان میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند (علیہ السلام) کو اللہ کی رضا کی خاطر پیشانی کے بل ذبح کرنے کے لئے لٹایا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے پیغمبر کا امتحان مقصود تھا۔ ابراہیم علیہ السلام اس امتحان میں کامیاب ہوگئے۔ اللہ کی طرف سے پیغام آیا:

...يَاإِبْرَاهِيمُ ١٠٤ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ١٠٥ ...الصافات

''اے ابراہیم تونے خواب کو سچ کر دکھایا۔ بے شک ہم اسی طرح احسان کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔'' (الصفت: ١٠٥)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرنے والوں کا یہ ترانہ ہوتا ہے:

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ١٦٢ ...الأنعام

''بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔'' (الانعام)

باپ بیٹے کی یہ یادگار قربانی کی صورت کئی ہزار سال سے جاری وساری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔ قربانی کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے اللہ کی رضا کی خاطر اپنی عزیز ترین متاع کو بھی اس کے راستے میں قربان کردے۔ کیونکہ جانوروں کا گوشت پوست اور کھالیں اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتیں بلکہ اس سے تو انسان کے دل کا خوف اور ڈر مقصود ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ...٣٧ ...الحج

''اللہ تعالیٰ کو قربانی کا گوشت اور اس کا خون ہرگز نہیں پہنچتا لیکن اس کے ہاں تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔''

قربانی کی اہمیت

((عن أبی ہریرة قال من وجد سعة فلم یضح فلا یقربن مصلانا))

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص قربانی کی طاقت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔'' (مسند احمد ٢/٣٢١، ترغیب وترہیب ٢/١٠٠، ابنِ ماجہ (٣١٣٣) ٢/١٠٤٤، نیل الاوطار ٥/١٩٥)

یہ روایت مرفوعاً بھی مروی ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ قول صحابی رضی اللہ عنہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول

((عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: «ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِيلٍ، يَأْكُلُ فِي سَوَادٍ، وَيَمْشِي فِي سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا مینڈھا ذبح کرتے جو موٹا تازہ سینگوں والا ہوتا تھا جس کی آنکھیں منہ اور ٹانگیں سیاہ ہوتیں۔'' (ترمذی ١/٢٨٣، ابنِ ماجہ (٣٢٨) ٢/١٠٤٥٢، ابوداؤد ٢٧٩٣)

((عن ابن عمر قال أقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینة عشر سنین یضحی))

''سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال مدینہ میں قیام فرمایا اور ہر سال قربانی کی۔'' ترمذی (۱۵۱۲) ۳/۱۲۹، مسند احمد ۲/۳۸)

[(عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتذبحوا الا مسنۃ الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضأن۔))

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف دو دانتا جانور کی قربانی کرو۔ اگر ایسا جانور نہ مل سکے تو پھر جذعہ ذبح کرلو۔'' (ابوداؤد ۲۷۹۴، مسلم کتاب الاضاحی، نسائی ۷/۲۱۸، ابنِ ماجہ (۳۱۴۱) ۱۰۴۹، مسند احمد ۳/۳۱۲۔۳۲۷)

لغت عرب میں مسنہ اس جانور کو کہتے ہیں جس کے دودھ کے دانت ٹوٹ کر اگلے دانت نکل آویں۔ (مجمع البحار ۱۴۸) لفظ مسنہ سن سے مشتق ہے جس کے معنی دانت ہیں مسنہ بمعنی سال سے مشتق نہیں۔

وہ جانور جن کی قربانی جائز نہیں

((عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: «أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ، وَأَنْ لَا نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا خَرْقَاءَ وَلَا شَرْقَاءَ))

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: ہم جانور کی آنکھیں اور کان اچھی طرح دیکھیں اور ہم ایسا جانور ذبح نہ کریں جس کا کان اوپر سے کٹا یا نیچے سے کٹا ہو۔ جس کے کان کی لمبائی میں چرے ہوئے ہوں یا جس کے کان میں گول سوراخ ہو۔'' (ترمذی ۱/۲۸۳، ابوداؤد (۲۸۰۴)، نسائی ۷/۲۱۶، دارمی ۲/۷۷، ابنِ ماجہ (۳۱۴۲۔۳۱۴۳)، مسند احمد ۱۰۸، ۱۰۵، ۱۰۱، ۹۰، ۱/۸۰)

۱ اس کی سند میں حجاج بن ارطاۃ مدلس ہے اور اس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (ابو طاہر)

یہ روایت والاذن تک مرفوع ہے آگے کانوں کی وضاحت راوی کا قول ہے۔

((عن البراء بن عازب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل کاذا یتقی من الضحایا أشار بیدہ فقال أربعا - ألعرجاء البین طلعھا والعوراء البین عورھا والمریضۃ البین مضھا والعجفاء التی لا تنقی))

''براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا: کس جانور کی قربانی کرنے سے بچا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کرکے کہا چار قسم کے جانوروں کی قربانی منع ہے۔ ۱) لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو۔ ۲) کانا (بھینگا) جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو۔ ۳) بیمار جس کی بیماری واضح ہو۔ ٤) لاغر جانور جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ ہو۔'' (موطا ۲/۵۸۲، دارمی ۲/۲، ترمذی ۱/۲۸۳، نسائی ۷/۲۱۴، ابن ماجہ (۳۱۴۴)، مسند احمد ۴/۲۸۴۔۲۸۹)

قربانی کا وقت اور جگہ

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْحَرُ، أَوْ يَذْبَحُ بِالْمُصَلَّى))

''ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ میں قربانی کا جانور ذبح کرتے تھے۔'' (بخاری)

((عن أنس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر من کان ذبح قبل الصلوۃ فلیعد)) متفق علیہ

وللبخاری ((من ذبح قبل الصلوۃ فإنما یذبح لنفسہ ومن ذبح بعد الصلوۃ فقد تم نسکہ وأصاب سنۃ المسلمین۔))

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز عید سے قبل قربانی کا جانور ذبح کیا وہ دوبارہ قربانی کرے۔ صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں:

جس نے نمازِ عید سے قبل قربانی کا جانور ذبح کیا وہ اسے اپنے لئے ذبح کرتا ہے اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پوری ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کے طریقے کو اپنایا۔''

جانور خود ذبح کریں

قربانی کا جانور خود ذبح کرنا چاہیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح کیا کرتے تھے۔ قربانی پورے گھر کی طرف سے ایک ہی کفایت کر جاتی ہے۔

(عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ: كَيْفَ كَانَتِ الضَّحَايَا فِيكُمْ، عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: «كَانَ الرَّجُلُ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ، يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْہُ، وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِہِ، فَيَأْكُلُونَ وَيُطْعِمُونَ))

''عطاء بن یسار کہتے ہیں میں نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قربانی کیسے ہوتی تھی تو انہوں نے فرمایا: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آدمی اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک ایک قربانی کرتا تھا۔'' (ابن ماجہ (۳۱۴۷) ۲/۱۰۵۱)

قربانی کی کھالوں کا مصرف

((عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ : « أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ، وَأَنْ أَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَجُلُودِهَا وَأَجِلَّتِهَا، وَأَنْ لاَ أُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا » ، قَالَ : « نَحْنُ نُعْطِيهِ مِنْ عِنْدِنَا))

''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے حکم دیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ و سلم ک قربانیوں کی نگرانی کروں اور ان کا گوشت کھالیں اور جلیں صدقہ کردوں اور ان میں سے قصاب کو کچھ نہ دوں ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم قصاب کواپنے گرہ سے اس کی اجرت دیتے تھے ۔ ''

[عن أبي سعيد أن قتادة بن النعمان أخبره ان النبي صلى الله عليه وسلم قام فقال إني كنت امرتكم ان لاتأكلوا لحوم الأضاحي فوق ثلاثة أيام وكلوا وتصدقوا واستمتعوا بجلودها ولا تبيعوها وإن أطعمتم من لحومها شيئا فكلوا أنى شئتم))

''قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا میں نے قربانیوں کا گوشت تین دنوں سے اوپر کھانے سے روکا تھا ۔ اب تم ان کا گوشت کھاؤ اور صدقہ کرو۔ ان کی کھالوں سے فائدہ حاصل کرو اور ان کو نہ بیچو۔ ''

چنانچہ قربانی کی کھالیں صدقہ وخیرات طلبہ اور مجاہدین وغیرہ کی مدمیں صرف کی جا سکتی ہیں ۔

نمازِ عید سے قبل قربانی اور گاؤں میں عید پڑھنا

س : نمازِ عید سے قبل قربانی کی جا سکتی ہے یا نہیں میںنے ایک دیوبندی مولوی صاحب سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ گاؤں میں چونکہ عید جائز نہیں، اس لئے قربانی درست ہے ۔ میں نے کہا پھر بعد میں نماز پڑھ لے تو اُس نے کوئی جواب نہ دیا اور بریلوی صاحب نے بھی ایسا ہی فتویٰ دیا ۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں ۔

ج : نمازِ عید سے قبل قربانی کا جانور ذبح کرنے سے قربانی نہیں ہوتی جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی صحیح حدیث سے ثابت ہے ۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا :

((من ذبح قبل الصلوة فإنما يذبح لنفسه ومن ذبح بعد الصلوة فقد تم نسكه وأصاب سنة المسلمين .))

''جس نے نماز سے پہلے ذبح کرلیا ، وہ اپنے لئے ذبح کرتا ہے اور جس نے نماز کے بعد کیا ، اس کی قربانی مکمل ہوگئی ۔ اور وہ مسلمانوں کے طریقے کو پہنچا ہے ۔ ''

اس حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے الفاظ عام ہیں ۔ شہر ، بستی اور گاؤں والے سب اس میں داخل ہیں ۔ اب تو شہر والوں کے ساتھ خاص کرنے کے لئے دلیل چاہئے جو صحیح اور صریح نص ہو ، لیکن ایسی کوئی صحیح دلیل ہے ہی نہیں ۔ احناف چونکہ گاؤں والوں پر نمازِ عید کو واجب نہیں سمجھتے جیسا کہ احناف کی معتبر کتاب ہدایہ میں ہے :

"وتجب صلوة العيد على من تجب عليه صلوة الجمعة ."

''کہ نمازِ عید اس شخص پر واجب ہے جس پر جمعہ کی نماز واجب ہے ۔ '' (ہدایہ اوّلین ص ۱۷۱)

اور جمعہ کے بارے میں یہ لکھا گیا :

"لا تصح الجمعة إلا في مصر جامع أو في مصلى المصر ولا تجوز في القرى ."

''کہ جمعہ صرف بڑے شہر یا شہر کی عید گاہ میں صحیح ہے اور بستیوں ، دیہاتوں میں جمعہ جائز نہیں ہے ۔ '' (ہدایہ اوّلین ، ص ۱۲۸)

ان دونوں عبارتوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ احناف کے نزدیک نہ جمعہ گاؤں میں اور نہ عید پڑھی جا سکتی ہے یہ مذہب بالکل باطل ہے کیونکہ اللہ تعالی کا حکم ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ٩ ... الجمعة

''اے ایمان والوں ، جب جمعہ کے دن نماز کے لئے آواز دی جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آؤ اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ '' (الجمعة)

یہ آیت کریمہ سب لوگوں کے لئے ہے ۔ بڑے چھوٹے شہر ، گاؤں اور بستی والوں سب کو یہ حکم ہے ، کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے اور قرآن وسنت میں کوئی ایسی دلیل بھی نہیں ہے جو اس کی تخصیص کرے کہ یہ صرف بڑے شہر والوں کے لئے ہے اور چھوٹے شہر ، گاؤں اور بستی والو ںکو یہ حکم نہیں ۔ اس کے علاوہ بخاری شریف میں حدیث ہے :

[(عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّهُ قَالَ : « إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فِي مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثَى مِنَ الْبَحْرَيْنِ))

''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی مسجد میں جمعہ کے بعد کا سب سے پہلا جمعہ عبد القیس کی مسجد بحرین کی جواثی نامی بستی میں پڑھایا گیا ۔ ''

حافظ ابنِ حجر من البحرین کی وضاحت میں لکھتے ہیں :

"في رواية وكيع قرية من قرى البحرين وفي أخرى من قرى عبد القيس "

''ایک روایت میں ہے کہ یہ بحرین کی بستیوں میں سے ایک بستی تھی اور دوسری روایت میں ہے عبد القیس کی بستیوں میں سے تھی ۔ ''

یہ بات مسلم ہے کہ عبدالقیس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بغیر جمعہ نہیں پڑھا۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ عادت نہ تھی کہ وہ نزول وحی کے زمانہ میں اپنی طرف سے شرعی امور کے موجد بن جاتے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی طرف سے یہ کام کرلیا تو قرآن ہی میں نازل ہوجاتا جیسا کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عزل کے جواز پر استدلال کیا ہے کہ اگر عزل درست نہ ہوتا تو قرآن نازل ہوجاتا۔ جب اس بارے میں قرآن نازل نہیں ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نہیں روکا تو ثابت ہوگیا کہ یہ امر جائز ہے۔ اللہ کے رسول کی ایک صحیح حدیث یہ بھی ہے کہ :

((ألجمعة واجب علی کل مسلم فی جماعة إلا علی أربعة))

''جماعت کے ساتھ جمعہ ہر مسلمان پر واجب ہے سوائے چار آدمیوں کے۔'' (ابوداود)

اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ گاؤں اور بستیاں والے بھی مسلمان ہیں جیسا کہ شہر والے مسلمان ہیں اور جمعہ مسلمان پر واجب ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ پہنچ کر جمعہ اور عیدین کی نماز شروع کی، اس وقت مدینہ بھی ایک بستی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اسے اپنی پاک زبان سے بستی قرار دیا ہے کہ :

((أمرت بقریة تأکل القری یقولون یثرب وہی المدینة۔))

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمعہ بستی میں پڑھا گیا، (بخاری مسلم)

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جمعہ اور عیدین بستی میں پڑھی ہے تو ہم کون ہوتے ہیں بغیر دلیل شرعی کے ان نصوص کی تخصیص کرنے والے۔ باقی احناف جس اثر سے استدلال کرتے ہیں کہ :

((ولا جمعة ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع)

(ابن ابی شیبہ ہدایہ اولین ص ۱٦۸)

یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اثر صحیح نہیں ہے، امام نووی کہتے ہیں ''متفق علیٰ ضعفہ'' کہ اس کے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس روایت کی سند میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے والا حارث اعور کذاب ہے۔ امام شعبی اور علی بن المدینی نے بھی اسے کذاب کہا ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں :

"کان غالیا فی التشیع واہیا فی الحدیث "

''کہ غالی شیعہ اور حدیث بھی بالکل کمزور تھا۔''

اس کی سند میں جابر جعفی بھی ہے جس کے بارے میں امام ابو حنیفہ کا فیصلہ ہے کہ (ما رایت اکذب منہ) کہ ''میں نے اس سے زیادہ جھوٹا آدمی نہیں دیکھا۔'' اگر اس کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو پھر بھی یہ قرآن کی آیت اور احادیث کی تخصیص کےلئے کافی نہیں۔ اس لئے کہ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اس کی مخالفت کرنے والے بھی ہیں۔ خود احناف کےاپنے اصول کے مطابق بھی کتاب اللہ کی تخصیص خبر واحد سے نہیں ہوسکتی اور یہ تو خبر واحد بھی نہیں ہے۔ تو ثابت ہوگیا کہ جمعہ گاؤں والوں پر بھی واجب ہے اس طرح عید بھی پڑھنی چاہیے اور قربانی عید سے پہلے ہو ہی نہیں سکتی۔

لطف کی بات یہ ہے کہ احناف نے شہر والوں کےلئے پھر بھی نمازِ عید سے پہلے قربانی ذبح کرنے کا ایک حیلہ ایجاد کر رکھا ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے :

"وحیلة المصر إذا أراد التعجیل أن یبعث بہا إلی خارج المصر فیضحی بہا کما طلع الفجر "

''کہ شہر میں رہنے والا اگر جلدی کرنا چاہتا ہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ اپنی قربانی کو کسی گاؤں میں بھیج دے اور وہاں طلوع فجر کے بعد ذبح کردی جائے اور پھر گوشت شہر میں لا کر استعمال کرے۔'' (ہدایہ اخیرین، ص ۴۴٦)

حیلہ کے استعمال سے صحیح حدیث کے حکم کو ٹالنے کی یہ صورت مچھلی والوں کے ساتھ کس قدر مشابہت رکھتی ہے ہمارے ثقہ بھائیوں نے جنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے بیان کرتے ہیں کہ رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت والے اس پر آج بھی عمل کرتے ہیں اور جب عید کی نماز سے فارغ ہو کر واپس آتے ہیں گوشت کھانے کےلئے تیار ہوتا ہے جو کہ پہلے سے ذبح کر کے لایا ہوا ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے ڈرنا چاہیے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو اس طرح حیلے بنا کر رد کردیتے ہیں اور یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ ایسی قربانی ہرگز جائز نہیں ہوتی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اوران کا حل

ج 1

محدث فتویٰ